فراقؔ گورکھپوری۔ نئی اُردو غزل کا منفرد شاعر

محمد اویس سلیمی

Muhammad Ovais Saleemi

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان

Prof. Dr. Muhammad Asif Awan

Chairman, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Firaq Gorakhpuri is a wellknown Urdu Poet and Critic. His poetry is full of aesthatic and romantic subjects. Firaq's ghazal is the voice of his age full of pathos and deep thought. There are diversity in his poetry. One of the most prominant aspect of his poetry is erotic feelings. His poetry reminds us the great and subtle style of Mir and Momin. This article guides us to recognise and understand the different aspects of his poetry.

فراقؔ کا شمار بیسویں صدی کے صفِ اول کے اردو غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔انھوں نے غزل گوئی کو ایک نیا موڑ ہی نہیں بلکہ ایک نئے مزاج سے بھی آشنا کیا۔اس کی وجہ ان کی شاعری کی تابناک انفرادیت ہے۔انگریزی ادب کے استاد ہونے کے باعث وہ انگریزی شاعری سے بھی گہری واقفیت رکھتے تھے۔فراقؔ نے بطور نقاد بھی اردو ادب میں خاصی شہرت حاصل کی لیکن ان کی اصل وجہ شہرت غزل گوئی ہی ہے اور اسی بنا پر انہیں ''شاعرِ جمال'' اور ''امامِ تغزل'' جیسے عظیم خطابات سے بھی نوازا گیا۔انہوں نے غزل کی روایتی زبان، مضامین اور پیش پا افتادہ ثقافتی کلچر کے بنے بنائے دائروں کو توڑنے کے لیے غزل کا ایک نیا لہجہ اور ایک نیا ماحول مرتب کرنے کی کوشش کی۔

اردو کے نامور اور ممتاز شاعر فراقؔ گورکھپوری کا اصل نام رگھو پتی سہائے اور تخلص فراقؔ تھا۔ ان کی ولادت ۲۸ اگست ۱۸۹۶ء بروز جمعہ گورکھپور میں ہوئی۔ ان کا تعلق ایک معزز کائستھ سریواستو خاندان سے تھا۔ان کے والد کا نام منشی گورکھ پرشاد تھا، جو ایک اچھے وکیل تھے۔فراقؔ کے والد اردو کے

ایک اعلیٰ پائے کے شاعر بھی تھے اور عبرتؔ تخلص کرتے تھے۔ ان کا آبائی وطن بنوار پار تحصیل بانس گاؤں ضلع گورکھپور تھا۔ اپنے آباؤ اجداد کے بارے فراقؔ خود فرماتے ہیں:

''ضلع گورکھپور میں میرا خاندان چار سو برس سے آباد ہے۔ میرے بزرگوں کو شیر شاہ سوری نے پانچ گاؤں اسی ضلع میں دیے تھے اور ہم لوگ پنچ گاواں کے کائستھ کہلاتے تھے۔''(۱)

شعر و شاعری کا ذوق ان کو ورثے میں ملا تھا۔ ان کے والد کے سادھو سنتوں سے قریبی اور روحانی تعلقات استوار تھے اور اکثر ایسے لوگ ان کے گھر میں مہمان ہوا کرتے تھے، جنہیں روحانی مسائل و اذکار سے دلچسپی تھی۔ ایک مسلمان فقیر صوفی ''بلے شاہ'' تو مستقل ان کے اصرار پر ان کے ساتھ ہی ''لکشمی بھون'' میں رہا کرتے تھے۔ ان صحبتوں اور محبتوں کا اثر فراقؔ کے کردار پر ناگزیر تھا۔ ان کے زمانۂ طالب علمی کے بارے ڈاکٹر نوازش علی اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

''فراقؔ بچپن ہی سے اپنے احساس و شعور کے حوالے سے عام بچوں سے قدرے مختلف واقع ہوئے تھے۔ انہیں ماسٹر صاحب کے درس میں دلی سکون حاصل ہوتا تھا۔''(۲)

فراقؔ کے گھریلو علمی و ادبی ماحول نے ان کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا۔ شعر و سخن سے ان کی وابستگی شروع سے ہی تھی۔ شعر و شاعری کی ابتدا کے بارے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے پہلی غزل کب کہی البتہ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء کے درمیان وہ اپنا شعری سفر شروع کر چکے تھے۔ فراقؔ اپنی شاعری کے ابتدائی دور میں اردو کے مشہور شاعر وسیم خیر آبادی (شاگرد امیر مینائی) کو اپنا کلام دکھاتے اور ان سے اصلاح لیتے تھے۔ یہ زمانہ فراقؔ کی شاعری کی ابتدا کا ہے۔ ان کے شعری مجموعے ''رمز و کنایات'' میں ۱۹۱۹ء کی چند ایک غزلیں ملتی ہیں۔ اگرچہ فراقؔ اس سے پیشتر زمانہ طالب علمی میں بھی کبھی کبھی شعر کہہ لیا کرتے تھے اور میور سنٹرل کالج، الہٰ آباد کے فارسی کے پروفیسر مہدی حسن ناصری سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ لیکن باقاعدہ شاعری اسی زمانے میں شروع کی۔

فراقؔ کی زندگی سانحات کا ایک تسلسل تھی۔ ایک بڑا سانحہ تو ان پر ناکام ازدواجی زندگی کا گزرا۔ پھر بعض اپنوں کی اموات کے صدمات سے بھی انہیں دوچار ہونا پڑا۔ ان تمام مسائل اور مشکلات نے ان کی شاعری پر گہرا اثر ڈالا۔ ان کی زندگی کا کرب اور دکھ ان کی شاعری میں جا بجا نظر آتا ہے۔ ان کی شاعرانہ بلند پروازی اور منفرد اندازِ بیاں کے بارے حامد کشمیری اپنے خیالات کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

''فراقؔ کی شاعری داخلی کیفیات کی شاعری ہے۔ یہ فیضؔ کے دورِ اول کی رومانی شاعری کی طرح لہجے کی مٹھاس، کسک اور دھیمے پن کا

احساس دلاتی ہے اور ایک لطیف اور نازک غنائیت کو خلق کرتی ہے۔''(۳)

حالؔی کے بعد شعرا نے اردو غزل گوئی کی طرف کم توجہ دینا شروع کر دی تھی۔غزل ایک ناپسندیدہ صنف بن کر رہ گئی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ نو آبادیاتی نظامِ فکر نے بھی غزل گوئی کی صنف کو کافی نقصان پہنچایا۔غزل کی بجائے نظم گوئی کو پروان چڑھایا جانے لگا تھا۔لیکن اردو غزل کی یہ خوش نصیبی تھی کہ حالیہ دور میں ایک طرف تو اقبالؔ نے غزل پر خصوصی توجہ دی تو دوسری طرف اس دور میں کچھ ایسے شاعر بھی پیدا ہو گئے جنہیں غزل گوئی سے خاص لگاؤ تھا۔ان میں سب سے اہم نام حسرتؔ موہانی کا آتا ہے۔حسرتؔ کے ساتھ ساتھ صفیؔ اور عزیزؔ لکھنوی نے بھی لکھنو کی غزل کے مخصوص انداز کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ان کی شاعرانہ انفرادیت اور تخیل کے بارے ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری یوں رقمطراز ہیں:

''فراقؔ ابتداً امیر مینائی، عزیزؔ اور صفیؔ سے متاثر ہوئے، لیکن وہ جلد ہی اپنی راہ الگ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔آپ کی شاعری میں الفاظ کا انتخاب، فقروں کی برجستگی اور مضمون و اظہارِ مضمون کی ہم آہنگی کو خاص مقام حاصل ہے۔''(۴)

فراقؔ کی شاعری محض اسالیب کی شاعری نہیں ہے بلکہ خیال کی رعنائی، شگفتہ تشبیہات، بلیغ استعارات اور ترنم کی شاعری ہے۔ان کی غزلیہ شاعری ایک نئے دبستان کی شاعری ہے۔قلبی کیفیات ادا کرنے کے لیے فراقؔ کا ذوق نئے نئے اسالیب اور دلکش سانچے مہیا کرتا ہے۔اشاروں کنایوں میں دل کی بات کہہ دینے کا ڈھنگ خوب جانتے ہیں۔فراقؔ کی شخصیت ہندوستانی تہذیبی فضا کی پروردہ ہے۔ان کی شاعری اس کے حسن کی رنگارنگی سے منور ہے۔یہ صحیح ہے کہ ہر بڑا شاعر روایت سے منسلک ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے لیے ایک الگ راہِ سخن اختیار کرتا ہے۔جس میں اس کے نظریات، تجربات اور احساسات کے علاوہ اس کے لسانی شعور اور ان کے اسلوب کی خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں۔انفرادیت کے ایسے رنگ میرؔ، غالبؔ، نظیرؔ، انیسؔ، اقبالؔ، فیضؔ، حسرتؔ، فانیؔ کے یہاں بھی ملتے ہیں۔اسی انفرادیت کے بارے فراقؔ خود لکھتے ہیں:

''اپنی شاعری کے بارے میں سوچتے سوچتے میں خود تھک تھک کر رہ جاتا ہوں بہر حال مختصراً اور اجمالاً میں یہی کہوں گا کہ نار کو نور میں بدل دینا، شر کو خیر میں بدل دینا، تکلف کو برطرف کر کے معصومیت اور خلوص کو عشقیہ شاعری میں جگہ دینا میری مسلسل کوشش رہی ہے۔جنسی تعلقات کی رمزیت پاکیزگی بلکہ روحانیت اور ان ذرائع سے تعمیرِ انسانیت میری عشقیہ شاعری کا مقصد رہا ہے۔

ہندوستان کی قدیم ثقافت اور ہندوستان کی عشقیہ شاعری میں جو
مخصوص سوز و گداز ہے اسے میں نے اردو غزل میں منتقل کرنا چاہا
ہے۔''(۵)

فراقؔ کی شاعری میں محبوب کی سراپا نگاری کا فن اپنے عروج پر دکھائی دیتا ہے۔ انہوں نے بہت ہی خوبصورت انداز میں اپنے دلبر اور محبوب کا سراپا بیان کیا ہے۔

میری ہر غزل کی یہ آرزو تجھے سج سجا کے نکالئے
میری فکر ہو تیرا آئینہ میرے نغمے ہوں تیرا پیرہن

اس شعر میں معشوق کو غزل کے روپ میں سجا بنا کر پیش کرنے کا حق فراقؔ نے ادا کر دیا۔ غزل کو خالص متغزلانہ رنگ میں جس فنکارانہ چابکدستی سے فراقؔ نے پیش کیا ہے شائد ہی کسی اور شاعر نے ایسے کمال انداز سے پیش کیا ہو۔ فراقؔ اردو غزل کی عظمت اور ہمہ گیری کا اعتراف ضرور کرتے ہیں لیکن سنسکرت اور کلاسیکی ہندی روایت کے مقابلے میں اردو شعرا کے یہاں انہیں اس عنصر کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں:

''اردو غزل میں بہت کچھ ملتا ہے لیکن وہ چیز بہت کم ملتی ہے جسے
ہندی میں رس کہتے ہیں اور میں اس عنصر پر عاشق تھا۔''(۶)

فراقؔ نے اردو غزل میں رس کے عنصر کو شامل کیا اور اس کی کمی کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی جو ان سے پہلے کسی اور شاعر نے اتنی نفاست اور خوبصورتی سے نہیں کی۔ وہ حسن وعشق کی بولتی ہوئی روح کے شاعر ہیں۔ فراقؔ نیرنگی حیات کے دلدادہ تھے اور اسے بدلتی ہوئی دنیا کے منظر نامے میں لمحہ لمحہ محسوس بھی کرتے رہتے تھے۔ اسی خوبی کی بنا پر ان کے ہاں نئے نئے خیالات جنم لیتے ہیں۔ وہ اپنے فکر و تخیل کی بلند پروازی سے انوکھے اور منفرد موضوعات کو اپنی شاعری میں شامل کرتے ہیں۔ ان کے ہاں ہجر و فراق میں صرف نوحہ خوانی کی کیفیت ہے اور نہ ہی وصل میں مسرت وشادمانی بلکہ ایک دبی دبی سی آگ اور کسک ہے۔ جو دونوں متضاد کیفیات کی باہم یکجائی پر مصر ہے۔ جسے ہم ''تضاد اظہار'' سے موسوم کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند شعر ملاحظہ ہوں:

تھی غرور حسن میں بھی اک ادائے انکسار
عجز میں بھی عشق کا انداز گستاخانہ تھا

....

بھول پائیں گے نہ تیرے رنگِ تغزل کو فراقؔ
درد کے ساز پہ وہ نغمہ سنا آج مجھے

غزلیہ شاعری میں فراقؔ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ انہوں نے محبوب کے متعلق جتنے سادہ اور پاکیزہ خیالات اردو ادب کو عطا کیے ہیں، اتنے دوسرے شعرا کے یہاں نہیں ملتے۔ انہوں نے غزل کو

ہندوستانی مزاج اور آہنگ عطا کرنے کے لیے گھریلو، سماجی، تہذیب اور فکری زندگی کی خوبصورتی، رس، خوشبو، لطافت پاکیزگی سے اپنا دامن بھرا تھا۔ ان کا مطالعہ وسیع اور مشاہدہ گہرا تھا۔ یہ الگ سی بات ہے کہ اردو غزل شروع سے فارسی اثرات کے تابع رہی، اس لیے اس میں اپنے گھر کی نغمگی اور حسن سے دوری کا احساس کہیں کہیں ملتا ہے۔ نظیرؔ اکبر آبادی اور انیسؔ کے یہاں بعض جگہوں پر گھر کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن یہ اس بھر پور احساس کو نہیں جگا تا جو فراقؔ کی خصوصیت ہے۔ فراقؔ نے گھر کو تہذیب، کردار اور وجدان کا درجہ عطا کیا ہے۔ ان کے نزدیک گھر صرف جسم کا نہیں بلکہ روح کا گہوارہ بھی ہے۔ انہوں نے اپنی غزلیہ شاعری میں دوسری خصوصیات کے علاوہ گھر اور گھریلو زندگی کا سہانا پن پیدا کیا ہے۔ اس بارے میں صدف بخاری اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتی ہیں:

''فراقؔ کے ہاں جنس کا موضوع اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ گھریلو زندگی کے تصور میں نہایت پاکیزگی کے احساس میں ڈھل جاتا ہے۔ یوں کہنا چاہیے کہ فراقؔ کے ہاں گھریلو زندگی کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں جنس کے موضوع سے ہم آہنگ ہو کر نظر آتی ہیں۔''(۷)

فراقؔ نے اپنی غزلوں میں محبت میں جسم کے ارضی پہلوؤں کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنے محبوب کی خوب خوب قربتیں حاصل کی ہیں اور اس کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اسے ہر طرح سے جانچا اور پرکھا ہے۔ اس کے جسمانی اعضا کو غور سے دیکھا ہے، اس کی سانسوں کی آہٹیں سنی ہیں۔ ان کی نبضوں کی رفتار کو پہچانا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی غزلوں میں جسمانی قربتوں کا احساس نمایاں طور پر نظر آتا ہے جو اردو شاعری کے لیے خاص طور پر ایک نئی اور انوکھی چیز ہے۔

وہ تمام روئے نگار ہے، وہ تمام بوس و کنار ہے
وہ ہے چہرہ چہرہ جو دیکھئے وہ ہے چومئے تو دہن دہن

....

مجھ کو فراقؔ یاد ہے پیکر رنگ و بوئے دوست
پاؤں سے تا جبینِ ناز مہر نشاں و مہر چکاں

اردو شاعری کی تاریخ میں فراقؔ کو پہلا شاعر بھی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا جس نے پہلی مرتبہ عام روایت سے ہٹ کر اردو غزل بلکہ پوری شاعری میں محبوب سے دلی محبت اور الفت کے رشتے کا بے باکانہ اظہار کیا ہے جو اردو ادب میں ایک اضافہ ہے۔ کیونکہ محبوب کے سراپا کے اظہار اور اسکی پیکر تراشی میں جس اندازِ نظر کا اظہار فراقؔ نے کیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ تصویریں اتارنا آسان بات ہے، انہیں زندگی دینا، متحرک کرنا اور پھر ان کے ذریعے قاری کے احساسات کے ساز کو چھیڑنا آسان نہیں ہوتا۔ اردو کے ممتاز محقق اور نقاد وزیر آغا ان کی غزلیہ شاعری کے بارے یوں رقمطراز ہیں:

''فراقؔ چونکہ غزل کے اصل مزاج کا ایک عمدہ پارکھ ہے۔ اس

لیے ان کے یہاں جسم اور اس کے لوازم،نرمی، بو، آوازوں کی
آہٹ ملتی ہے۔فراقؔ کی غزل میں عورت کا بیان ایک دوسرے
سے مماثل ہے۔غزل میں فراقؔ کی یہ عطا بے حد قیمتی اور خیال انگیز
ہے۔''(۸)

فراقؔ کے یہاں جمالیت کے احساس میں کثافت سے لطافت اور مادیت سے روحانیت کی حدیں جدا نہیں ہیں، مادی زندگی کی روحانیت اور الوہیت ہندوستانی ادب، ہندوستانی فنونِ لطیفہ اور ہندوستانی تہذیب کی زندہ جاوید خصوصیت رہی ہے۔فراقؔ موضوع میں اجتہاد اور اسلوب میں جدت کے حامل ہیں۔ان کے کچھ نئے اور انوکھے تخیلات ہیں۔جن کی یکتائی کو وہ ایک طرزِ خاص میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ان کی شاعرانہ رفعت کے بارے ڈاکٹر محمد حسن رقم طراز ہیں:

''فراقؔ کا طرزِ احساس مادی اور خارجی سطح سے شروع ہوتا ہے اور
روحانی کیفیت یا مشاہدے اور تاثیر،مجاز اور حقیقت کا ایک سنگم ہو
جاتا ہے۔''(۹)

فراقؔ کی جمالیاتی حس اور بلند تخیل کے بارے ڈاکٹر راج بہادر گوڑ ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

''فراقؔ کی غزل کی جان رومانیت اور جمالیات پرستی ہے۔فراقؔ نے
اس راستے اردو شاعری کو بہت بلندیوں تک پہنچایا ہے۔یہ صحیح ہے
کہ فراقؔ، غالبؔ یا اقبالؔ کی طرح ہمیں فلسفہ کی سرحدوں تک نہیں
لے جاتے لیکن فراقؔ سنگیت کی سرحدوں کو چھو لیتے ہیں۔''(۱۰)

فراقؔ نے اردو غزل میں وہی خصوصیت پیدا کی جو ہندوستان کی قدیم ثقافت میں پائی جاتی ہے۔انہوں نے اس میں سوز و گداز پیدا کیا ہے جو ہندوستان کی عشقیہ شاعری کا خاصہ رہا ہے۔ان کی شاعری میں جذبہ احساس کی آنچ کے ساتھ ساتھ فکری متانت بھی ہے۔جذبہ فکر کے اس توازن اور ہم آہنگی کی مثالیں غزلیہ روایت میں کامیاب ہیں۔ان کا غم محض برائے غم نہیں، اس میں سوز بھی ہے اور ساز بھی۔وہ اپنے انہی غموں میں زندگی تلاش کرتے ہیں، کیونکہ ان کو زندہ رہنے کی آرزو ہے۔وہ حیات اور اس کے مظاہر سے متعلق کوئی منفی رجحان نہیں رکھتے اور اس لحاظ سے وہ قنوطی نہیں محسوس ہوتے اور شدتِ غم سے خواہش مرگ نہیں کرتے۔

فراقؔ غم بھی ہے میرا حریفِ زندہ دلی
فسردگی میں بھی یادوں کو چھیڑ سکتا ہوں

احمد جاوید ان کی شاعرانہ انفرادیت اور ندرتِ ادا کے بارے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ

میں کرتے ہیں:

''فراؔق اس اعتبار سے یقیناً بڑے شاعر ہیں کہ ان کی شاعری کے ایک حصے نے نہ صرف بعض شاعروں کو متاثر کیا بلکہ غزل میں جدت طرازی کا ایک راستہ بھی دکھایا۔''(۱۱)

ان کی غزلیہ شاعری میں اگر عام انسانی حیات کی خامکاریوں اور کج رویوں سے متعلق شکوے ہیں تو اپنی زندگی کی نامرادیوں کی شکایتیں اور محبوب کی بے اعتنائیوں کے گلے بھی ہیں۔فراؔق کے عشق و محبت کے چرچے عام رہے۔وہ اس قسم کی شہرت چاہتے بھی تھے۔کبھی کبھی خود بھی قصہ گھڑ لیا کرتے تھے تا کہ زمانہ انہیں ایک مثالی عاشق سمجھے لیکن اگر کوئی یہ سمجھے کہ فراؔق کا تصورِ عشق محض ان کی اپنی افتادِ طبع، اپنے حادثات و تجربات کی بنیاد پر کھڑا ہے تو یہ بات پورے طور پر سچ نہ ہوگی۔فراؔق کا عشق ان کی اپنی جنس زدگی سے پھوٹتا ہے لیکن جلد ہی ان کا اخلاقی و انسانی شعور زمانہ اور وارداتِ زمانہ سے فطری رشتے جوڑتا ہوا بولتی اور دھڑکتی ہوئی انسانی تہذیب اور بشری تحریم کے قوسِ قزح میں ایک دلکش اور متاثر کن رنگ بن کر ابھرتا ہے۔

جسے ڈس لیا ہے زمانے نے کوئی زندگی ہے یہ زندگی
یہ سوادِ شام اجل اجل ، یہ ضیائے صبح کفن کفن

....

اس غم کی حقیقت کوئی پوچھے میرے دل سے
جینا غمِ محبوب میں آسان نہیں ہے

....

عمر فراؔق نے یوں ہی بسر کی
کچھ غمِ جاناں ، کچھ غمِ دوراں

اردو کے ممتاز شاعر مرزا یاؔس یگانہ چنگیزی بھی فراؔق کی شاعرانہ عظمت کے بارے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''فراؔق کی شاعری حقیقی شاعری کی بہترین مثال ہے۔''(۱۲)

فراؔق کی شاعری میں اپنی ناقدری کے شکوے بھی ہیں اور اپنی جستجو بھی۔بات تو عام ہے مگر اندازِ پیش کش اور طرزِ اظہار میں ندرت ہے۔انوکھی تشبیہات، الفاظ کی بہترین نشست و برخاست، تراکیب کی حسین تراش وخراش اور فکر و تخیل نے ان کی شاعری کو زندگی عطا کر دی ہے۔سکوتِ شام اور دل کی رگوں کے ٹوٹنے کے اوقات میں شکستِ ساز کی باتیں کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔فراؔق نے برسوں مطالعے اور مشاہدے کی دنیا کی سیر کی، تجربات کی بھٹی میں تپے، فنی ریاضت کی منزلوں میں سرگرداں پھرے اور مختلف خیالات اور احساسات کی وادیوں میں بھٹکے تب کہیں جا کر ان کے شعور وفن

میں یہ پختگی اور رچاؤ ان کے احساس میں یہ لطافت اور پاکیزگی پیدا ہوسکی۔ان کے منفرد اسلوب کے بارے جگن ناتھ آزاد اپنی رائے ان الفاظ میں دیتے ہیں:

> ''فراقؔ ہمارے ایک بہت اچھے غزل گو شاعر ہیں۔انہوں نے غزل کو نئے موضوعات بھی دیے ہیں اور کسی حد تک نیا اسلوب بھی۔'' (۱۳)

اردو غزل گوئی کی روایت میں فراقؔ نے بلا شبہ ایک اضافہ کیا اور وہ ایک منفرد و ممتاز احساس و آواز کے مالک تھے۔غزلیہ شاعری کے سیاق میں فراقؔ کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ ان کی حسیت اس صنف کی کسی بھی لسانی، فکری، فنی اور تہذیبی حد بندی کو قبول نہیں کرتی۔فراقؔ نے میرؔ کی نقالی نہیں کی بلکہ میرؔ کی غم انگیزی اور جراتؔ اور مومنؔ کی بوالہوسی کو ملا کر ایک تیسرا رنگ پیدا کیا، جو ان کا اپنا رنگ قرار پایا۔انہوں نے صنفِ غزل کو توانا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔غزل کے اندر نئے نئے موضوعات بیان کرنے میں وہ دوسرے شعرا کے مقابلے میں انفرادی حیثیت کے حامل ہیں۔فراقؔ کی شاعری میں انسان دوستی کا عنصر بھی موجود ہے اور یہ ساری وہ خوبیاں ہیں جن کے سبب فراقؔ کا اردو شاعری اور بالخصوص غزل گوئی میں ایک منفرد مقام ہے۔

حوالہ جات

۱۔ فراق گورکھپوری، بحوالہ یوسف ظفر، شعلہ ساز، لاہور: مکتبہ اردو، ۱۹۴۵ء، ص:۲

۲۔ نوازش علی، ڈاکٹر، فراق گورکھپوری شخصیت اور فن، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء، ص:۳۳

۳۔ ایوانِ اردو، ماہنامہ، فراقؔ نمبر، دہلی: مارچ ۱۹۹۷ء، ص:۲۷

۴۔ محمد اسماعیل آزادؔ فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شاعری میں نعت، جلد دوم، لکھنؤ: ندائے حق پریس، ۱۹۹۲ء، ص:۲۷۳

۵۔ فراقؔ کے ساتھ چند شامیں، انٹرویو شمیم حنفی، فنون، لاہور، شمارہ مئی جون، ۱۹۶۵ء، ص:۱۷۷

۶۔ فراقؔ گورکھپوری، من آنم، لاہور: ادارہ فروغِ اردو، ۱۹۶۲ء، ص:۲۶

۷۔ صدف بخاری، فراقؔ گورکھپوری رجحان ساز غزل گو، لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۱۲ء، ص:۲۷

۸۔ انشاء، ماہنامہ، کلکتہ، اگست ۲۰۰۷ء، ص:۴۴

۹۔ ایضاً

۱۰۔ اردو ادب، سہ ماہی، فراقؔ نمبر، نئی دہلی: ۱۹۸۳ء، ص:۸۲

۱۱۔ ارتکاز، سہ ماہی، کراچی، مئی ۱۹۹۶ء، شمارہ ۳، ۴، ص:۳۳۷

۱۲۔ اردو ادب، سہ ماہی، فراقؔ نمبر، نئی دہلی: ۱۹۸۳ء، ص:۷۷

۱۳۔ امجد حسین، سید، فراق صدی کی آواز، لکھنؤ: یونائیٹڈ بلاک پرنٹرس، ۱۹۹۶ء، ص:۲۲

☆......☆......☆